ابتدا و ارتقاءِ حیات

قرآن اور سائنس کی روشنی میں

غلام جیلانی برق

زندگی کا آغاز کہاں کب اور کیسے ہُوا؟ انسان نامعلوم زمانوں سے اس چیستاں کا حل ڈھونڈ رہا ہے۔ لیکن ابھی تک وہ کسی قطعی نتیجے تک نہیں پہنچا۔ تاہم زمین شناسوں کی اکثریت نتائج ذیل پر متفق ہے۔

اوّل۔ شروع میں[1] ارض و سما کا ہیولیٰ (تدوینی عناصر) ایک تھا۔ یہ خلا میں دھوئیں[2] کی طرح اُڑ رہا تھا۔ پھر نہ جانے کیا ہوا کہ اس دھوئیں میں چکر چلنے لگے۔ ذرّات نے کُروں کی صورت اختیار کر لی۔ یہ کرے ایک دوسرے سے دُور ہٹنے لگے اور بہت دُور جا کر اپنے محور اور مرکز کے گرد گھومنا شروع کر دیا۔ یہ تھے اجرامِ فلکی۔

دوم۔ ہماری یہ زمین، کسی بڑے ستارے کی کشش کی وجہ سے، سورج سے نکلی تھی۔[3] اور آغاز میں[4] آگ کا ایک بہت بڑا گولا تھی۔ جب ہزاروں سال کے بعد اس کی سطح ٹھنڈی ہو گئی۔ تو اردگرد کے بخارات پانی بن کر برس پڑے۔ اور یوں سمندر تعمیر ہو گیا۔

سوم۔ جب پانی زمین کی درزوں میں داخل ہو کر بطنِ زمین کے اُبلتے ہوئے لاوے تک پہنچا، تو اندر کے پتھر سٹیم کے زور سے باہر آ کر پہاڑ بن گئے۔ اور انؔ بوجھ کی وجہ سے زمین اُسی طرح متوازن

1۔ ہنڈرک فان لون:۔ نوعِ انسان کی کہانی (اُردو ترجمہ) لاہور ۱۹۲۹ء۔ ص ۲

2۔ جارج گیمو:۔ سورج کی تخلیق و تباہی۔ لندن۔ ص ۲۲۶

3۔ نوعِ انسان کی کہانی۔ ص ۲

4۔ نوعِ انسان کی کہانی۔ ص ۲-۳

ہوگئی۔ جیسے ڈولتی ہوئی کشتی میں ریت کی بوریاں یا پتھر رکھ دیئے جائیں۔ نیز اندرونی عناصر کے باہر آجانے سے بیرونی سطح روئیدگی کے قابل ہوگئی۔

چہارم:۔ ساحلی دلدلوں پر طویل زمانے تک سورج کے چمکنے سے دلدلوں میں ایک جاندار ذرہ پیدا ہوگیا۔ جسے ماہرینِ حیاتیات آٹوٹروف "Autotroph" کہتے ہیں۔ جو ایک خلیے "Cell" سے بنا تھا۔ امیبا قدرے بعد کی تخلیق ہے۔ امیبا میں تقسیم ہونے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ یہ دو سے چار چار سے آٹھ اور آٹھ سے سولہ بن جاتا ہے۔ قصرِ حیات کی پہلی خشت یہی امیبا تھا۔[1]

پنجم۔ جب قیامت کے زلزلے سے پہاڑ اُڑ جائیں گے اور ستارے پاش پاش ہو جائیں گے تو ارض و سما کا ہیولیٰ (مادہ) پھر دھوئیں کی طرح خلا میں اُڑنے لگے گا۔

تخلیق کے ان مدارج کا ذکر قرآن نے بھی کیا ہے۔ مثلاً:۔

اوّل۔ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۖ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ (انبیاء۔ ۳۰)۔

(کیا کافر اتنا بھی نہیں دیکھتے۔ کہ آغاز میں ارض و سما کا ہیولیٰ ایک تھا۔ ہم نے اسے الگ الگ کیا اور زندگی کا آغاز پانی سے کیا۔ کیا وہ اب بھی نہیں مانتے؟)

دوم۔ خلا میں دُخان (دھوئیں) کا اُڑنا۔

ثُمَّ اسْتَوٰى إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ۔ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحٰى فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا ۚ (حٰم سجدہ ۱۱-۱۲)

(پھر اللہ نے آسمان بنانے کا ارادہ کیا۔ اس وقت آسمان (کا مواد) خلا میں دھواں بن کر اُڑ رہا تھا۔ اللہ نے ارض و سما کو کہا۔ کہ خوشی سے آؤ یا ناخوشی سے آکر اپنے فرائض سنبھالو۔ کہنے لگے۔ ہم خدائی حکم کو خوشی سے بجا لائیں گے۔ پھر اللہ نے دو دن میں سات آسمان بنا ڈالے اور ہر آسمان کو اس کا لائحہ عمل (پروگرام) سمجھا دیا۔)

---

[1] پروفیسر وجاہت اشرف "An Approach to Biological Science" پہلا ایڈیشن ص ۱۱۵، نیز برطانیکا۔ ج۔ ۱۸۔ لندن ص ۶۲۱

[2] ہیرلڈ ویلر: "Herald Wheeler" "The Miracle of Life" پہلا ایڈیشن بمبئی ص ۳۰-۳۱

سوم۔ بارشوں سے زمین میں زلزلے آنا اور زمین کا روئیدگی کے لئے تیار ہو جانا۔

وَمِنْ آيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ۔ (حٰمٓ سجدہ۔ ۳۹)

(خدائی نشانات میں سے ایک یہ کہ زمین خاموش اور بے جان سی نظر آتی تھی۔ ہم نے اس پر بارش برسائی تو وہ ہلنے اور پھولنے لگی۔)

چہارم۔ زمین کو متوازن بنانے کے لئے پہاڑ ڈالے۔

وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ (انبیاء۔ ۳۱)

(ہم نے زمین کو متوازن بنانے اور ہچکولوں سے محفوظ رکھنے کے لئے اس پر پہاڑ ڈال دیئے ہیں)

پنجم۔ آٹوٹروف یا واحد الخلیہ ذرّے کا ذکر۔

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ (زمر۔ ۶)

(اللہ نے تم کو ایک ایسے جاندار ذرّے (نامیہ) سے پیدا کیا ہے۔ جو ہر لحاظ سے ایک تھا۔)

ششم۔ یہ نامیہ سمندر یا اُس کی دلدلوں میں پیدا ہوا تھا۔

اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ (الصّٰفّٰت ۱۱)

(ہم نے انہیں لیسدار دلدل سے پیدا کیا)

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ۔

(اللہ نے تمام جاندار پانی سے پیدا کئے ہیں۔)

ہفتم۔ زلزلۂ قیامت کی وجہ سے ارض و سما پھر ذرّات میں تبدیل ہو کر دھوئیں کی طرح خلا میں اُڑنے لگیں گے۔

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ (دخان۔ ۱۰)

(اس دن کا انتظار کرو۔ جب خلا میں پھر دھواں نمودار ہوگا۔)

سوال:۔ کیا آج سے چودہ سو سال پہلے کوئی انسان ان مسائل کو سوچ سکتا تھا؟ قطعاً نہیں۔ اس زمانے میں ان افکار کا تصور تک موجود نہیں تھا۔

ارتقا ۔ چارلس ڈارون[1] (۱۸۰۹ - ۱۸۸۲ء) ارتقا کا وہ پہلا مستند شارح ہے۔ جس کی ساری زندگی اسی موضوع پر سوچتے اور تحقیق کرتے بسر ہوئی۔ اس موضوع پر جب ۱۸۵۹ء میں اس کی کتاب "The Origin of Species" شائع ہوئی۔ تو کئی علماء نے اس سے اختلاف کیا۔ لیکن آج علمی دنیا میں ارتقا کو اُسی طرح ایک حقیقت سمجھا جاتا ہے۔ جیسے بہار و خزاں کو۔

ڈارون سے پہلے بھی ارتقا کا دھندلا سا تصوّر کئی دماغوں میں موجود تھا۔ جب ان لوگوں نے مرغابیوں اور طوطوں کی چھوٹی بڑی کئی قسمیں دیکھیں۔ پودوں، پھولوں اور پھلوں میں رنگ۔ ہئیت اور ذائقہ کا اختلاف پایا۔ تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ یہ تنوّع حالات۔ زمانہ اور ماحول کے اختلاف کا نتیجہ ہے۔ اور یہ اختلاف یا تغیّر کائنات کی فطرت ہے۔

ع ۔ ثبات ایک تغیّر کو ہے زمانے میں

نظریۂ ارتقا کا پہلا سراغ ایمپیڈوکلیس (Empedocles) کے افکار میں ملتا ہے۔ جو ولادتِ مسیحؑ سے ساڑھے چار سو سال پہلے گذرا تھا۔ رُومی شاعر لیوکریٹیئس (Lucritius) (۹۸ - ۵۵ ق م) بھی کسی حد تک ارتقا کا قائل تھا۔ پندرھویں صدی میں اٹلی کے مشہور شاعر آرٹسٹ اور سائنسدان لیونارڈو (Leonardo) (۱۴۵۲-۱۵۱۹ء) نے اعلان کیا کہ فاسلز "Fossils" ان جانوروں کی داستان سنا رہے ہیں۔ جو کبھی زندہ تھے۔ اور اس نسل یا انواع سے بہت مختلف تھے۔ جو آج موجود ہے۔ تین سو سال بعد فرانس کے مشہور ماہرِ حیوانیات جی۔ بی۔ لیمرک (۱۷۴۴-۱۸۲۹ء) (Lamarck) نے کہا۔ کہ میراث یا توارُث ایک زبردست قوت ہے۔ جو اسلاف کے اعمال و عادات کو اخلاف تک پہنچاتی ہے۔ لیکن یہ قوت تبدیلیوں کو نہیں روک سکتی۔ جب وہیل نے پچھلی ٹانگوں سے کام لینا چھوڑ دیا تو وہ غائب ہو گئیں۔ پہلے کیلے میں بیج ہوتے تھے۔ جب لوگوں نے شاخیں

---

[1] ۔ ڈارون انگلستان کے ایک شہر شروس بری (Shrewsbury) میں ۱۸۰۹ء میں پیدا ہوا۔ ایڈنبرگ اور کیمبرج میں تعلیم مکمل کی۔ سالہا سال کی تحقیقات کے بعد اس نے اپنے نتائج "The Origin of Species" میں قلمبند کئے۔ یہ ۱۸۵۹ء پر شائع ہوئی تھی۔ اس کی دوسری مشہور کتاب "Descent of man" ہے اس کی وفات ۱۸۸۲ء میں ہوئی تھی (سٹینڈرڈ انسائیکلوپیڈیا۔ بمبئی ۱۹۳۶ء)

[2] ۔ ہیرلڈ ویلر: دی میرکیل آف لائف۔ طبع اول ص ۱۳ ۔

لگانا شروع کیں۔ تو نیچ ناپید ہو گئے ڈارون ییمرک ہی کا خوشہ چین تھا۔

قرآن نے اِرتقا پہ کوئی واضح بات نہیں کہی۔ البتہ چند اشارے ضرور کئے ہیں۔ ایک آیت سے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اِرتقا کا سلسلہ موت کے بعد بھی جاری رہے گا۔ اہلِ جنت کے نہ صرف خدوخال بدل جائیں گے۔ بلکہ وہ ایک ہی حالت میں ہمیشہ باقی رہیں گے۔ اور اُن پہ مرورِ زمانہ کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔

ماں کے پیٹ میں جنین (بچہ) کئی مراحل سے گذرتا ہے۔ ماہرینِ تولید کہتے ہیں۔ کہ بچہ دو چیزوں کے ملاپ سے تشکیل پاتا ہے۔ سپرم اور اووم۔ سپرم مرد کی طرف سے آتا ہے۔ اور اووم بچہ دانی کے دروازے پہ منتظر ہوتا ہے۔ جونہی یہ آپس میں ملتے ہیں۔ سرک کر رحم میں چلے جاتے ہیں رحم کا دروازہ نو ماہ کے لئے بند ہو جاتا ہے اس کے بعد اندر کیا ہوتا ہے؟ خود اللہ سے سنیے:۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ. ثُمَّ إِنَّكُم بَعْدَ ذَٰلِكَ لَمَيِّتُونَ. ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ۔ (مومنون۔ ۱۲۔ ۱۶)

(ہم نے شروع میں انسان کو کیچڑ (سمندری دلدل) کے جوہر (جاندار ذرہ۔ واحد الخلیہ نامیہ یا امیبا) سے پیدا کیا تھا۔ پھر اُس کی تولید کا سلسلہ رحمِ مادر سے شروع کر دیا۔ وہ اس طرح۔ کہ پہلے نطفے کو قشکل میں تبدیل کیا۔ پھر اُسے گوشت کا لوتھڑا بنایا۔ بعد ازاں استخواں پیدا کی۔ پھر استخواں پہ جلد چڑھائی اور آخر میں اُسے ایک نئی صورت دے کر باہر لے آئے۔ مبارک ہے خدائے کائنات جو بہترین خالق ہے، کچھ وقت کے بعد تم مرجاؤ گے۔ اور اللہ تمہیں ایک نئی زندگی دے کر تمہیں پھر اٹھائے گا۔)

جب فرعون نے حضرت موسیٰ سے پوچھا کہ

فَمَن رَّبُّكُمَا يَا مُوسَىٰ ــــــ (طٰہٰ۔ ۴۹)

(اے موسیٰ! تمہارا رب کون ہے؟)

تو انہوں نے جواب دیا:۔

رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ۔ (طٰہٰ۔ ۵۰)

(ہمارا رب وہ ہے۔ جس نے ہر شے پیدا کی۔ اور پھر اس کے سامنے ہدایت کی راہ کھول دی)

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا :-

فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ وَاللَّیْلِ وَمَا وَسَقَ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ۔ (انشقاق - ۱۶ تا ۱۹) -

(شام کے وقت اُفق پر چھا جانے والی شفق۔ رات کے حسین مناظر اور بدر کامل بن جانے والے چاند کی قسم کہ تم منزل بہ منزل اُوپر کی طرف چڑھو گے)

نیز فرمایا :- یٰاَیُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِیْهِ ۔ (انشقاق - ۶)

(اے انسان! تو بڑی مصائب اٹھا کر اپنے رب کی طرف بڑھے گا۔ اور بالآخر اُسے پالے گا۔) اور یہ بھی :- وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِیْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۔

(واقعہ - ۶۰ - ۶۱)

(اور ہم اس سے عاجز نہیں۔ کہ تمہاری مثل بدل کر لائیں اور تمہیں اس صورت میں پیدا کریں جو تم نہیں جانتے)

یہ تبدیلی ارتقا سے بھی ممکن ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ وسط افریقہ کے ایک ناتراشیدہ حبشی اور ایک پڑھے لکھے تعلیم یافتہ انسان کی شکل و صورت میں کتنا تفاوت ہوتا ہے؟ علم و عبادت سے شخصیت بے حد جاذب ہو جاتی ہے اور ارتقا کی ایک صورت یہ بھی ہے۔

****